© rasailojaraid.com

قرآن مجید ـــــ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے

ـــــــــــــــــــ سید جلال الدین عمری

بعض لوگ قرآن مجید کی تعریف و توصیف کرتے ہیں۔ بہ ظاہر اس کا احترام بھی کرتے ہیں۔ خاص طور پر اس کی اخلاقی تعلیمات، اس کا تصورِ مساوات، اس کا نظامِ معاشرت، قیامِ عدل پر اس کا زور اور اس جیسی بعض دوسری تعلیمات کو قرآن کا احسان مانتے ہیں اور دنیا پر اس کے اثرات کا اعتراف کرتے ہیں، لیکن اسے وہ حضرت محمد ﷺ کی فکری کاوشوں کا نتیجہ قرار دیتے ہیں کہ آپ نے دنیا کو قرآن جیسی کتاب دی۔ انتہائی ناموافق حالات میں عرب کے ناخواندہ، غیر مہذب اور جنگ جو قبائل کو متحد کر کے ایک عظیم مذہبی اور تہذیبی انقلاب برپا کر دیا اور عدل و انصاف اور اخوت و مساوات کی بنیاد پر ایک وسیع سلطنت قائم کر دی۔ بعض لوگوں کی زبان سے برملا اس بات کا اعتراف و اظہار بھی ہوتا رہتا ہے کہ آپ تاریخ عالم کے سب سے بڑے مذہبی اور سیاسی راہ نما تھے۔

اس ثنا خوانی اور تعریف و توصیف میں قرآن مجید اور حضرت محمد ﷺ کی اصل حیثیت کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ آپ دنیا کے سیاسی قائدین یا مصلحین کی طرح سیاسی قائد یا مصلح نہیں تھے، جو اپنی فکر کے مطابق نوعِ انسانی کی خدمات انجام دیتے ہیں، بلکہ آپ کی اصل حیثیت یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپ نے دنیا میں جو کارنامہ انجام دیا وہ اسی حیثیت میں انجام دیا۔

عرب کے مشرکین سے قرآن نے سب سے پہلے خطاب کیا۔ وہ محمد ﷺ کی سیرت و اخلاق اور دیانت و امانت کے معترف تھے، لیکن بنائے نزاع آپ کی رسالت اور قرآن مجید تھا۔ وہ آپ کے اس دعویٰ کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ تھے کہ آپ اللہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تعالیٰ کے رسول ہیں اور اللہ ہی کی جانب سے آپ پر قرآن مجید نازل ہو رہا ہے۔

قرآن مجید کی متعدد سورتوں کے آغاز ہی میں یہ بات بڑی صراحت کے ساتھ کہی گئی ہے کہ قرآن مجید اللہ کی کتاب ہے، جو محمد ﷺ پر نازل کی گئی ہے۔ یہاں صرف دو تین حوالے پیش کیے جا رہے ہیں۔ بعض اور حوالے آگے اسی مضمون میں موجود ہیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَ لَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ○ (الکہف:۱)

حمد تمام کی تمام اللہ کے لیے ہے، جس نے اپنے بندے پر 'الکتاب' (قرآن) نازل کی اور اس میں کسی قسم کی کجی نہیں رکھی۔

تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَكِیْمِ (الزمر:۱)[۱]

اس کتاب کا نزول اللہ کی طرف سے ہے، جو غالب اور حکمت والا ہے۔

الٓرٰ ○ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰیٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِیْمٍ خَبِیْرٍ ○ (ہود:۱،۲)

الٓرٰ ۔ یہ ایسی کتاب ہے، جس کی آیات (دلائل کے لحاظ سے) محکم کی گئی ہیں، پھر ان کی تفصیل کی گئی ہے، اس ذات کی طرف سے جو حکیم اور ہر چیز سے باخبر ہے۔

قرآن میں بار بار زور دے کر کہا گیا ہے کہ یہ باعظمت کتاب اللہ تعالیٰ نے نازل کی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اسے کسی انسان کی طرف منسوب کرنا غلط ہے۔ اس کے ساتھ وہ معاملہ نہیں کیا جا سکتا جو کسی انسانی تصنیف کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

سورۃ القدر کی پہلی ہی آیت ہے:

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةُ الْقَدْرِ ○ (القدر:۱)

بے شک ہم نے قرآن کو شب قدر میں نازل کیا ہے۔

سورۂ دخان ان آیات سے شروع ہوتی ہے:

حٰمٓ ○ وَ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ ○ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِیْنَ ○ (الدخان:۱-۳)

حٰمٓ، قسم ہے اس واضح کتاب کی۔ بے شک ہم نے اس کو ایک مبارک رات میں اتارا ہے، یقیناً ہم لوگوں کو انجام بد سے ڈرانے والے ہیں۔

---

[۱] یہ آیت الفاظ کے تھوڑے سے فرق کے ساتھ سورۃ المؤمن: ۱،۲، اور سورہ حٰمٓ السجدۃ: ۱،۲ کے آغاز میں بھی آئی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سورۂ دہر میں ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِیْلًا۝ (الدھر:۳۲) — ہم نے یہ قرآن تم پر تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے۔

سورۂ رحمٰن کا آغاز ان الفاظ سے ہوا ہے:

اَلرَّحْمٰنُ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۝ (الرحمٰن:۱،۲) — خدائے رحمٰن نے قرآن کی تعلیم دی ہے۔

سورۂ زمر کی ابتدا ہی میں فرمایا گیا:

تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰہَ مُخْلِصاً لَّہُ الدِّیْنَ۝ (الزمر:۱،۲) — یہ کتاب نازل کردہ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو ہر چیز پر غالب اور حکمت والا ہے، ہم نے آپ پر یہ کتاب حق کے ساتھ نازل کی ہے، لہٰذا آپ اللہ کی عبادت کریں، دین کو اس کے لیے خالص کرتے ہوئے۔

اسی سورت میں آگے ارشاد ہے:

اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ۝ (الزمر:۴۱) — ہم نے آپ پر یہ کتاب لوگوں (کی ہدایت) کے لیے دینِ حق کے ساتھ نازل کی ہے۔

یہ بات اس زور اور قوت کے ساتھ اس لیے کہی گئی کہ اسے تسلیم کیے بغیر محمد ﷺ اور قرآن مجید کی صحیح حیثیت کا تعین ہی نہیں کیا جا سکتا۔

رسول اللہ ﷺ کے مخالفین کہتے تھے کہ قرآن مجید آپ کے خیالاتِ پریشان کا مجموعہ ہے، جسے آپ اللہ کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔ قرآن مجید میں بار بار اس کی تردید کی گئی اور کہا گیا کہ یہ اللہ کی کتاب ہے، جسے انسانوں کی ہدایت کے لیے نازل کیا گیا ہے۔ سورۂ سجدہ کے شروع ہی میں ہے کہ تم اپنے انجام سے بے خبر تھے، صدیوں سے تمھارے درمیان اللہ کے کسی رسول کی ـــــ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیلؑ کے بعد ـــــ بعثت نہیں ہوئی تھی۔ اب اس مقصد کے لیے محمد ﷺ پر قرآن نازل ہوا ہے۔ وہ اس کے ذریعے تمھیں دنیا اور آخرت کی فلاح کی راہ دکھا رہے ہیں:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الٓمّٓ ○ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْماً مَّآ اَتَاهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ○ (السجدۃ:۱-۳)

الٓمّٓ ۔اس کتاب کا نزول، اس میں کوئی شک نہیں کہ رب العالمین کی طرف سے ہے۔کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس شخص (پیغمبرؐ) نے اسے خود سے گھڑ لیا ہے؟ (نہیں)، بلکہ وہ تمھارے رب کی طرف سے برحق نازل ہوئی ہے، تاکہ تم ایک ایسی قوم کو اس کے انجام سے آگاہ کردو جس کے پاس تم سے پہلے کوئی آگاہ کرنے والا نہیں آیا تھا، شاید وہ راہِ ہدایت پاسکیں۔

سورۂ فرقان کے شروع ہی میں کہا گیا کہ قرآن مجید کا نزول اس لیے ہے کہ ساری دنیا جہاں کے لوگوں کو ان کے انجام سے متنبہ کردیا جائے:

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا○ (الفرقان:۱)

بابرکت ہے وہ ذات جس نے حق و باطل میں فرق کرنے والی کتاب (قرآن) اپنے بندے پر نازل کی، تاکہ وہ سارے جہاں والوں کے لیے نذیر ہو۔(ان کے انجام سے انھیں آگاہ کردے)

سورۂ ابراہیم کے آغاز میں یہ بات زیادہ وضاحت کے ساتھ کہی گئی ہے:

الٓرٰ قف كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ○ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ وَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ○(ابراہیم:۱،۲)

الٓرٰ ۔یہ ایک کتاب ہے، جو ہم نے تم پر نازل کی ہے، تاکہ تم لوگوں کو ظلمتوں سے نکال کر روشنی میں پہنچاؤ، ان کے رب کی توفیق سے۔ اس رب کے راستے پر جو زبردست اور ستودہ صفات ہے۔ وہ اللہ جو ان ساری چیزوں کا مالک ہے، جو آسمانوں اور زمین میں ہیں، اور تباہی ہے سخت عذاب کی انکار کرنے والوں کے لیے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سورۂ شعراء میں کہا گیا کہ اس کتاب کا نزول اس اعلیٰ وارفع مقصد کے لیے ہوا ہے، جس کے لیے اللہ کے رسولوں کی بعثت ہوتی رہی ہے:

وَ اِنَّہٗ لَتَنۡزِیۡلُ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○ نَزَلَ بِہِ الرُّوۡحُ الۡاَمِیۡنُ ○ عَلٰی قَلۡبِکَ لِتَکُوۡنَ مِنَ الۡمُنۡذِرِیۡنَ ○ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیۡنٍ ○ (الشعراء:۱۹۲-۱۹۵)

بے شک یہ قرآن رب العالمین کا نازل کردہ ہے جسے ایک امانت دار فرشتہ لے کر تمھارے قلب پر اترا ہے، تاکہ تم (پیغمبروں کی طرح) اللہ کے عذاب سے ڈرانے والے ہو جاؤ (اس مقصد کے لیے) یہ صاف صاف عربی زبان میں ہے۔

قرآن کے منکرین کبھی اسے شاعری قرار دیتے اور کبھی کہتے کہ یہ کہاوت اور جادوگری ہے۔ اس کے جواب میں کہا گیا:

اِنَّہٗ لَقَوۡلُ رَسُوۡلٍ کَرِیۡمٍ ○ وَّ مَا ہُوَ بِقَوۡلِ شَاعِرٍ قَلِیۡلًا مَّا تُؤۡمِنُوۡنَ ○ وَلَا بِقَوۡلِ کَاہِنٍ قَلِیۡلًا مَّا تَذَکَّرُوۡنَ ○ تَنۡزِیۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○ (الحاقۃ:۴۰-۴۳)

بے شک یہ ایک معزز رسول کا قول ہے۔ اور وہ کسی شاعر کا کلام نہیں ہے، کم ہی تم (اس پر) ایمان لاتے ہو۔ اور نہ یہ کسی کاہن کا قول ہے، کم ہی تم نصیحت حاصل کرتے ہو۔ یہ رب العالمین کا نازل کردہ ہے۔[۱]

---

[۱] آیت میں 'رسول کریم' کے الفاظ آئے ہیں۔ بعض مفسرین کے نزدیک اس سے حضرت جبرئیل مراد ہیں، لیکن آیات کا سیاق وسباق بتا رہا ہے کہ یہاں اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ کا ذکر ہے۔ بعد کی آیات سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ زمخشری کہتے ہیں: ان ھٰذا القرآن لقول رسول کریم ای یقولہ و یتکلم بہ علی وجہ الرسالۃ من عند اللہ. اس کے بعد کہتے ہیں: وقیل الرسول الکریم جبریل علیہ السلام و قولہ و ما ھو بقول شاعر دلیل علی انہ محمد ﷺ و ان المعنی علی اثبات انہ رسول لا شاعر و لا کاھن. الکشاف:۴/۴۹۵ (یعنی یہ قرآن، رسول کریم کا قول ہے۔ یہ کلام وحی ورسالت ہے جو اللہ کی طرف سے آپ تک پہنچا ہے، اسی کو آپ پیش کر رہے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے حضرت جبرئیل مراد ہیں، لیکن بعد کی آیت کہ یہ کسی شاعر کا قول نہیں ہے اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں محمد ﷺ کی رسالت کا اثبات ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں شاعر یا کاہن نہیں ہیں)۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قرآن مجید ایک پرتاثیر کلام ہے، دل اس کی طرف خود بخود کھنچتا ہے۔ اس کے اس جذب و تاثیر کی وجہ سے مخالفین اسے سحر اور جادو کہا کرتے تھے۔ سورۂ صٓ کی ابتدائی آیات کے بعد فرمایا گیا:

وَعَجِبُوا أَن جَاءَهُم مُّنذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُونَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ○ (صٓ:۴)

اور انھوں نے اس پر تعجب کیا کہ ان ہی میں سے ایک ڈرانے والا ان کے پاس آیا۔ اور انکار کرنے والوں نے کہا کہ یہ تو ساحر اور (دعویٰ رسالت میں) جھوٹا ہے۔

سورۂ صافات میں ہے:

وَ قَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○ (الصّٰفّٰت:۱۵)

اور وہ کہتے ہیں کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔

مخالفین کبھی یہ کہتے کہ قرآن مجید کی ترتیب و پیش کش میں محمد ﷺ کو کچھ دوسرے لوگوں کا تعاون حاصل ہے۔ قرآن مجید میں عبرت اور نصیحت کے لیے تاریخی واقعات اور تمثیلات بیان ہوئی ہیں۔ اس کے متعلق کہا جاتا کہ ان قصے کہانیوں کو محمد ﷺ دوسروں سے نقل کراتے ہیں، وہ آپ کو سنائے جاتے ہیں اور آپ انہیں وحی کے نام سے دوسروں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ قرآن نے اسے سراسر ظلم اور ناانصافی قرار دیا:

وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ ِۨ افْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ فَقَدْ جَاۗءُوْ ظُلْمًا وَّ زُوْرًا ○ وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ○ (الفرقان:۴، ۵)

جن لوگوں نے انکار کیا وہ کہتے ہیں کہ یہ تو محض ایک جھوٹ ہے، جسے اس شخص نے گھڑ لیا ہے اور اس معاملہ میں کچھ دوسرے لوگ اس کی مدد کرتے ہیں۔ بے شک یہ لوگ (بڑے ہی) ظلم اور جھوٹ کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ یہ اگلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں، جنھیں اس شخص نے لکھوا لیا ہے۔ اور وہ صبح و شام اسے پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قرآن مجید نے اس الزام کو کہ اس کی تصنیف میں کچھ لوگ مدد کر رہے ہیں سراسر ظلم اور جھوٹ اس لیے قرار دیا کہ اس کا کوئی ثبوت نہیں پیش کیا جا سکتا تھا۔ یہ ممکن نہ تھا کہ اتنا بڑا واقعہ پیش آتا اور مکہ کی آبادی اس سے بے خبر ہوتی۔ مکہ کی چھوٹی سی بستی میں وہ فرد یا افراد پوشیدہ نہیں رہ سکتے تھے جو اس ناپاک مہم میں لگے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد قرآن کی اصل حیثیت واضح کی گئی:

قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِیْ یَعْلَمُ السِّرَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا○ (اَلفرقان:۶)

ان سے کہو کہ اس قرآن کو اس ذات نے نازل کیا ہے، جو آسمانوں اور زمین میں پوشیدہ امور کو جانتا ہے۔ وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔

کبھی کہا جاتا کہ اللہ تعالیٰ کا فرشتہ محمد ﷺ کے پاس وحی لے کر نہیں آیا ہے، بلکہ ایک غلام، جو صحفِ سماوی سے واقف ہے، آپ کو اس کی تعلیم دے رہا ہے۔ اس سلسلے میں وہ حویطب بن عبد العزیز کے غلام، جس کا نام عائش یا یعیش تھا، کا ذکر کرتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اسلام کو سمجھنے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ بعد میں اسلام لے بھی آیا۔ اس کے علاوہ دو اور عجمی غلاموں کا نام بھی لیا جاتا ہے کہ وہ توریت اور انجیل پڑھا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کا ان کی مجلس سے کبھی گزر ہوتا تو آپ ان کی باتیں سننے کے لیے کچھ دیر رک جاتے۔ آپ کی تعلیمات کو ان کی طرف منسوب کرنا انتہائی حماقت تھی۔ اس کے لیے تعلیم و تعلّم کا طویل سلسلہ ثابت کرنا ہوگا، جس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ قرآن نے کہا: جس فرد کا تم ذکر کرتے ہو وہ تو عجمی ہے، وہ اس کتاب کی تعلیم کیسے دے سکتا ہے، جس کی 'عربی مبین' کا جواب پیش کرنے سے تم سب قاصر ہو[1]

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: زمخشری، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل: ۳۱۰/۲ قرطبی، الجامع لاحکام القرآن جلد۵، جزء۱۰، ص۱۱۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وَ لَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّھُمْ یَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا یُعَلِّمُہٗ بَشَرٌ لِّسَانُ الَّذِیْ یُلْحِدُوْنَ اِلَیْہِ اَعْجَمِیٌّ وَّ ھٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیْنٌ ○ (اَلنحل:۱۰۳)

ہم بہ خوبی جانتے ہیں کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اسے ایک شخص تعلیم دیتا ہے (لیکن) جس کی طرف یہ بات منسوب کرتے ہیں اس کی زبان تو عجمی ہے اور قرآن کی زبان 'عربی مبین' ہے۔

رسولِ خدا محمد ﷺ کا مذاق اڑایا جاتا کہ آپ ہی اللہ کے رسول اور فرستادہ ہیں اور آپ ہی پر اس نے اپنی کتاب نازل کی ہے۔ آپ ہی ہیں جو ہمارے معبودوں کو بے اصل اور ان کی پرستش کو غلط قرار دے رہے ہیں اور ایک رحمٰن و رحیم کی بندگی کی دعوت دے رہے ہیں:

وَ اِذَا رَاٰکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِنْ یَّتَّخِذُوْنَکَ اِلَّا ھُزُوًا اَھٰذَا الَّذِیْ یَذْکُرُ اٰلِھَتَکُمْ وَ ھُمْ بِذِکْرِ الرَّحْمٰنِ ھُمْ کٰفِرُوْنَ○ (الانبیاء:۳۶)

وہ لوگ جنھوں نے انکار کی روش اختیار کر رکھی ہے وہ جب آپ کو دیکھتے ہیں تو بس آپ کو مذاق بنا لیتے ہیں۔ کیا یہی وہ شخص ہے جو تمھارے معبودوں کا ذکر کیا کرتا ہے اور یہ (خدائے) رحمٰن کے ذکر کے منکر ہیں۔

یہی بات ایک دوسری جگہ ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے:

وَ اِذَا رَاَوْکَ اِنْ یَّتَّخِذُوْنَکَ اِلَّا ھُزُوًا اَھٰذَا الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰہُ رَسُوْلاً ○ اِنْ کَادَ لَیُضِلُّنَا عَنْ اٰلِھَتِنَا لَوْلَآ اَنْ صَبَرْنَا عَلَیْھَا○ (الفرقان:۴۱،۴۲)

جب وہ آپ کو دیکھتے ہیں تو بس مذاق بنا لیتے ہیں کہ کیا یہی ہے وہ شخص جسے اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ یہ تو ہمیں اپنے معبودوں سے بھٹکا ہی دیتا اگر ہم ان کے سلسلے میں جمے نہ رہتے۔

قرآن مجید میں ان کی بے سر و پا باتوں کا جواب نہ دیا جاتا یا کسی مسئلہ میں نزولِ وحی میں تاخیر ہوتی تو مذاق اڑاتے کہ اس کی تصنیف میں آخر تاخیر کیوں ہو رہی ہے، جس طرح قرآن گھڑ کر پیش کرتے ہو اس طرح اس کا بھی کوئی جواب لے آؤ:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وَ اِذَا لَمۡ تَاۡتِہِمۡ بِاٰیَۃٍ قَالُوۡا لَوۡلَا اجۡتَبَیۡتَہَا[1]

جب آپ ان کو کوئی آیت نہ پیش کریں تو کہتے ہیں کہ اسے اپنی طرف سے گھڑ کیوں نہیں لیا؟

اس کے جواب میں کہا گیا:

قُلۡ اِنَّمَاۤ اَتَّبِعُ مَا یُوۡحٰۤی اِلَیَّ مِنۡ رَّبِّیۡ ہٰذَا بَصَآئِرُ مِنۡ رَّبِّکُمۡ وَ ہُدًی وَّ رَحۡمَۃٌ لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ ○ (الاعراف:۲۰۳)

ان سے کہو کہ میں تو اس وحی کی اتباع کرتا ہوں، جو میرے رب کی طرف سے مجھ پر کی جاتی ہے۔ یہ بصیرتیں (دلائل) ہیں اور ہدایت اور رحمت ہے، ان کے لیے جو اس پر ایمان رکھتے ہیں۔

مخالفین کے تمام لغو اعتراضات، بے ہودہ الزامات اور شکوک وشبہات کے جواب میں کہا گیا کہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ قرآن جن علوم و معارف کا حامل ہے آپ کو اس کی علمی وفکری تیاری کرتے کسی نے نہیں دیکھا، اس کے لیے آپ نے کسی فلسفی اور دانش ور کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ نہیں کیا۔ آپ ایک سادہ سی اور بااخلاق زندگی گزار رہے تھے، آپ اس سے بالکل بے خبر تھے کہ آپ اللہ کے رسول بنائے جائیں گے۔ وحی ورسالت آپ کے لیے اچانک ایک ایسا تجربہ تھا، جس کا آپ تصور تک نہیں کرتے تھے:

وَ مَا کُنۡتَ تَرۡجُوۡۤا اَنۡ یُّلۡقٰۤی اِلَیۡکَ الۡکِتٰبُ اِلَّا رَحۡمَۃً مِّنۡ رَّبِّکَ فَلَا تَکُوۡنَنَّ ظَہِیۡرًا لِّلۡکٰفِرِیۡنَ ○ (القصص:۸۶)

اور آپ اس بات کی توقع نہیں کرتے تھے کہ آپ پر (آسمانی) کتاب اتاری جائے گی۔ مگر یہ آپ کے رب کی مہربانی ہے (کہ اس نے یہ کتاب نازل کی) لہٰذا آپ منکرین کے مددگار نہ بنیے۔

---

[1] بعض حضرات نے یہاں 'آیت' سے معجزہ مراد لیا ہے، لیکن سیاق وسباق سے قریب تر یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ یہاں آیت قرآنی مراد ہے۔ آیت کی تفسیر کے لیے ملاحظہ ہو: زمخشری، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل:۲/۱۸۵۔ بیضاوی: ۱/۳۷۶۔ شوکانی کی تفسیر کی تلخیص زبدۃ التفسیر من فتح القدیر کی عبارت ہے: کانوا یقولون اذا تراخی الوحی ھلا اتیت بشیء من الآیات القرآنیۃ اقتعالا من تلقاء نفسک ،ص: ۲۲۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سورۂ شوریٰ کے آخر میں کہا گیا کہ رسالت سے پہلے آپ کسی آسمانی کتاب سے اور ایمان اور اس کے تقاضوں سے واقف نہیں تھے۔ منصبِ رسالت پر سرفراز ہونے کے بعد ہی یہ حقائق آپ پر کھلے:

وَ کَذٰلِکَ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا کُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْکِتٰبُ وَ لَا الْاِیْمَانُ وَ لٰکِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّھْدِیْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا وَ اِنَّکَ لَتَھْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ○ (الشوریٰ:۵۲)

اور اسی طرح ہم نے آپ پر اپنے حکم سے ایک روح (قرآن) کی وحی کی ہے، جب کہ آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے؟ لیکن ہم نے اسے نور بنایا۔ اس کے ذریعے ہم اپنے بندوں میں جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں۔ بے شک آپ سیدھی راہ کی طرف راہنمائی کر رہے ہیں۔[۱]

سورۂ نمل میں زور دے کر کہا گیا:

وَ اِنَّکَ لَتُلَقَّی الْقُرْآنَ مِنْ لَّدُنْ حَکِیْمٍ عَلِیْمٍ○ (النمل:٦)

بے شک یہ قرآن آپ اس خدا کی طرف سے پا رہے ہیں جو حکمت والا اور علم والا ہے۔

اس طرح قرآن مجید نے اس تصور ہی کو ختم کر دیا کہ وہ محمد ﷺ کی تصنیف ہے۔ اس پر جو اعتراضات کیے جاتے یا جو شکوک وشبہات پیدا کیے جاتے تھے ان سب کی ایک ایک کر کے تردید کی۔ اس نے بتایا کہ آپ کی پاکیزہ سیرت، آپ کا بے داغ

۱۔ آیت میں 'روح' کا لفظ آیا ہے۔ اس سے نبوت، رحمت، وحی، جبرئیل اور قرآن مراد لیے گئے ہیں۔ (بغوی، معالم التنزیل، مع تفسیر الخازن: ۵/ ۳۹۱،۳۹۲۔ قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، جلد۸، جزء۱٦، ص ۴۷) ابن کثیر اور جلالین وغیرہ میں روح کی تشریح قرآن سے کی گئی ہے۔ زمخشری اس کی تفسیر میں کہتے ہیں رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا یرید ما او حی الیه لان الخلق یحیون به فی دینهم کما یحیی الجسد بالروح۔ الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل: ۴/ ۲۲۷۔ یعنی 'رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا' سے مراد وہ وحی ہے، جو آپ کو کی جا رہی ہے۔ اسے روح اس لیے کہا گیا کہ اس سے اللہ کے بندے حیات دینی پاتے ہیں، جس طرح روح کے ذریعے جسم کو حیات ملتی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ماضی، آپ کا آسمانی تعلیمات سے ناواقف ہونا ثابت کرتا ہے کہ قرآن مجید آپ کی من گھڑت یا ذہنی اختراع نہیں ہے۔ یہ شاعری، ساحری یا داستان سرائی بھی نہیں، بلکہ کتاب ہدایت ہے جو اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہے، اسے اسی حیثیت سے قبول کرنا ہوگا۔

موجودہ دور کے دانشور اور محققین جو قرآن مجید کو محمد ﷺ کی تصنیف قرار دیتے ہیں انہیں یہ کہنے میں تامل نہیں ہوتا کہ قرآن کی تعلیمات اپنے دور کے لیے تو مناسب تھیں، لیکن اب ان کی معنویت باقی نہیں رہی۔ فلاں موضوع پر اس کے خیالات میں وزن ہے اور فلاں موضوع پر اس نے بے وزن باتیں کہی ہیں۔ اس کی یہ تعلیم درست اور یہ تعلیم نادرست ہے۔ اسے اس حد تک قبول کیا جاسکتا ہے اور اس سے آگے وہ قابلِ قبول نہیں ہے۔ اس معاملہ میں اس پر عمل ہوسکتا ہے اور اس معاملہ میں عمل ممکن نہیں ہے۔ یا یہ کہ اس کا تصورِ مساوات ناقص ہے اور اس میں انسانی حقوق کی پاس داری نہیں ہے۔ اس طرح کی باتیں کسی بھی انسان کی ذہنی کاوش کے بارے میں کہی جاسکتی ہیں۔

اہل عرب جو رسول اللہ ﷺ کے دعویٔ رسالت کو ماننے کے لیے تیار نہ تھے اور قرآن مجید کو آپ کی تصنیف قرار دیتے تھے، وہ بھی یہی کہتے تھے کہ قرآن جس عقیدۂ توحید کی دعوت دے رہا ہے، آخرت کا جو تصور پیش کر رہا ہے، جن اخلاقیات اور اصولِ حیات کا پابند بنانا چاہتا ہے، وہ ہمارے لیے قابل قبول نہیں ہیں۔ ہمارے عقیدہ اور مذہب، ہماری تہذیب اور روایات سے یہ ہم آہنگ ہو یا کم از کم اس کی رعایت کی جائے تو اس پر غور ہوسکتا ہے۔

اس مطالبہ کا جواب یہ دیا گیا کہ یہ مطالبہ قرآن کے موقف کو نہ سمجھنے کی وجہ سے کیا جارہا ہے۔ محمد ﷺ قرآن کے مصنف یا مرتب نہیں ہیں کہ وہ اس میں اپنی مرضی سے کمی بیشی یا حذف و اضافہ کرسکیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ وہ اس کے احکام اور ہدایات کے پابند ہیں:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وَ اِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالَ الَّذِیۡنَ لَا یَرۡجُوۡنَ لِقَآءَنَا ائۡتِ بِقُرۡاٰنٍ غَیۡرِ ہٰذَاۤ اَوۡ بَدِّلۡہُ قُلۡ مَا یَکُوۡنُ لِیۡۤ اَنۡ اُبَدِّلَہٗ مِنۡ تِلۡقَآیِٔ نَفۡسِیۡ اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوۡحٰۤی اِلَیَّ اِنِّیۡۤ اَخَافُ اِنۡ عَصَیۡتُ رَبِّیۡ عَذَابَ یَوۡمٍ عَظِیۡمٍ ۝ (یونس:۱۵)

جب ان کو ہماری واضح آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو جن لوگوں کو اس کی امید نہیں ہے کہ (انہیں قیامت میں) ہم سے ملنا ہے وہ کہتے ہیں کہ تم کوئی دوسرا قرآن پیش کرو یا اسے تبدیل کردو۔ ان سے کہو کہ یہ میرے اختیار میں نہیں ہے کہ اس میں کوئی ردو بدل کردوں۔ میں تو بس اس وحی کی اتباع کرتا ہوں، جو مجھ پر کی جاتی ہے۔ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن (قیامت) کے عذاب کا ڈر ہے۔

ایک جگہ ارشاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی کوئی بات خدا کی طرف منسوب کر کے پیش کریں گے تو وہ اس کی گرفت میں آجائیں گے۔ تمھاری طاقت نہیں ہے کہ تم ہمیں اس سے روک دو اور اپنے تمام وسائل و ذرائع کے باوجود انہیں بچا سکو:

وَ لَوۡ تَقَوَّلَ عَلَیۡنَا بَعۡضَ الۡاَقَاوِیۡلِ لَاَخَذۡنَا مِنۡہُ بِالۡیَمِیۡنِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعۡنَا مِنۡہُ الۡوَتِیۡنَ ۝ فَمَا مِنۡکُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ عَنۡہُ حٰجِزِیۡنَ ۝ (الحاقۃ:۴۴-۴۷)

اگر وہ ہماری طرف کوئی بات گھڑ کر منسوب کرتا تو ہم اسے دائیں ہاتھ (قوت) سے پکڑ لیتے۔ پھر اس کی رگِ گردن کاٹ ڈالتے اور تم میں سے کوئی ایسا نہ ہوتا جو اسے بچا لے جائے۔

کسی انسانی تصنیف کے بارے میں تو یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ اس کی تمام باتوں سے اتفاق نہیں کیا جاسکتا، فلاں مسئلہ میں اس کا نقطۂ نظر صحیح ہے اور فلاں مسئلہ میں صحیح نہیں ہے۔ یہ بات واقعہ کے مطابق بھی ہوسکتی ہے، اس لیے کہ انسان کا علم و فہم ناقص ہے، اس سے غلطیاں ہوسکتی ہیں اور ہوتی ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بارے میں رد و قبول کا یہ حق کسی کو حاصل نہیں ہے۔ اس کے ایک جزء سے اتفاق اور دوسرے جزء سے عدم اتفاق کا رویہ اختیار نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ کی کتاب یہی نہیں کہ مکمل اتباع کا مطالبہ کرتی ہے، بلکہ مخالف افکار و نظریات سے کلی اجتناب کا حکم دیتی ہے، اس لیے کہ علم و بصیرت پر ان کی اساس نہیں ہے، بلکہ ظن و تخمین اور خواہشات پر ان کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ سورۂ انعام

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں ارشاد ہے:

اِتَّبِعۡ مَآ اُوۡحِیَ اِلَیۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ وَ اَعۡـرِضۡ عَنِ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ○ (الانعام:۱۰۲)

پیروی کیجیے اس ہدایت کی جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر وحی کی جا رہی ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ مشرکوں سے بے رخی اختیار کیجیے۔

اس ذیل میں آگے فرمایا:

وَاِنۡ تُـطِـعۡ اَکۡثَـرَ مَــنۡ فِـی الۡاَرۡضِ یُضِلُّوۡکَ عَـنۡ سَبِیۡلِ اللّٰـہِ اِنۡ یَّتَّبِعُـوۡنَ اِلَّا الظَّــنَّ وَ اِنۡ ھُــمۡ اِلَّا یَخۡرُصُوۡنَ ○ (الانعام:۱۱٦)

اگر آپ ان میں سے اکثر کی بات پر چلنے لگیں جو زمین پر رہتے ہیں تو وہ آپ کو اللہ کے راستے سے بھٹکا دیں گے۔ وہ تو محض گمان کے پیچھے چلتے ہیں اور محض اٹکل سے کام لیتے ہیں۔

سورۂ جاثیہ میں کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل کو کتاب عطا کی تھی، لیکن بعد میں وہ اپنے مفاد کی خاطر اس میں ردّ و بدل کرنے لگے اور اسے صحیح شکل میں باقی نہیں رکھا۔ اب آپ اس قانون شریعت پر عمل کیجیے جو آپ کو دیا گیا ہے، جاہلوں کی خواہشات کے پیچھے نہ چلیے:

ثُمَّ جَعَلۡنٰکَ عَلٰی شَرِیۡعَۃٍ مِّنَ الۡاَمۡرِ فَـاتَّبِعۡھَـا وَ لَا تَتَّبِعۡ اَھۡــوَآءَ الَّذِیۡنَ لَایَـعۡلَمُوۡنَ ○ اِنَّھُمۡ لَنۡ یُّغۡنُوۡا عَنۡکَ مِنَ اللّٰہِ شَیۡئًا وَّ اِنَّ الظّٰلِمِیۡنَ بَعۡضُھُمۡ اَوۡلِیَآءُ بَعۡضٍ وَّ اللّٰہُ وَلِیُّ الۡمُتَّقِیۡنَ ○ (الجاثیۃ:۱۸،۱۹)

پھر ہم نے آپ کو دین پر عمل کے لیے ایک شریعت دی ہے۔ آپ اس کی اتباع کیجیے اور ان لوگوں کی خواہشات کے پیچھے نہ چلیے جو حقیقت کا علم نہیں رکھتے۔ وہ خدا کے مقابلہ میں آپ کے کچھ کام نہ آئیں گے۔ بے شک ظالم ایک دوسرے کے دوست ہیں اور اللہ اس سے ڈرنے والوں کا رفیق ہے۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان کا لازمی تقاضا ہے کہ یہ تسلیم کیا جائے کہ وہ عالم الغیب ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دنیا کی کوئی چیز اوراس کے پیچھے کارفرما حکمت اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔ وہ انسان کے ماضی، حال اور مستقبل سے واقف ہے اوراس کی بھلائی برائی اور فلاح وخسران کوخوداس سے زیادہ جانتا ہے۔ وہ سبوح قدوس ہے، اس سے غلطی کا کوئی امکان نہیں ہے، پوری دنیا اس بات کی گواہی دے رہی ہے کہ وہ بےعیب اور ہر نقص اور کم زوری سے پاک ہے۔اسے مانے بغیر اللہ کا تصور ہی مکمل نہیں ہوتا۔اس بنیاد پروہ کہتا ہے کہ اس کی کتاب بھی ہر نقص سے پاک ہے، اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوسکتی۔ وہ صراطِ مستقیم کی طرف راہ نمائی کرتی ہے، زندگی کے کسی بھی معاملہ میں اس کی ہدایت کو غلط نہیں کہا جاسکتا۔ قرآن اپنی اسی حیثیت کوتسلیم کرانا چاہتا ہے۔

اسلام میں خدمت خلق کا تصور

مولانا سید جلال الدین عمری

اسلام نے خدمتِ خلق کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے۔اس کتاب میں خدمتِ خلق کی دینی حیثیت اورعبادت سےاس کا تعلق واضح کرنے کے بعد خدمت کے مختلف پہلوؤں،طریقوں اور ذرائع کی نشان دہی کی گئی ہے۔اس کے مستحقین کا تذکرہ ہے۔ وقتی اور ہنگامی خدمات، مستقل خدمات، رفاہی خدمات اوراس مقصد سے قائم ہونے والے اداروں اور تنظیموں کی شرعی حیثیت بیان کی گئی ہےاوراس سلسلہ میں مروّج بعض غلط تصورات کی اصلاح بھی کی گئی ہے۔ وقت کے ایک اہم موضوع پر اردو میں پہلی مستند کتاب ،صفحات:۱۸۴، قیمت:=/۱۱۰ روپئے

اس کتاب کا انگریزی ترجمہ Islam and service to mankind کے نام سے شائع ہوگیاہے،صفحات: ۲۰۰، قیمت:-/۱۰۰روپئے

ملنے کے پتے

ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی، پوسٹ بکس نمبر-۹۳،علی گڑھ-۲

مرکزی مکتبہ اسلامی پبلیشرز، دعوت نگر ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی- ۲۵

© rasailojaraid.com